ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

# تقریر

تقریر بابت نونہالان

وقت 5-7 منٹ

# فادرز ڈے (Father's day)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡـًٔا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا (النساء:36)

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

والدین کا دل جیت لو کامیاب ہو جاؤ گے
ورنہ ساری دنیا جیت کر بھی ناکام ہو جاؤ گے

**پیارے بچو!** آج مجھے فادرز ڈے پر اظہارِ خیال کرنا ہے۔ آج کل سوشل میڈیا اور دیگر پلیٹ فارمز کی وجہ سے بعض رسومات، بدعات اور بعض جدّتوں نے معاشرے میں جگہ بنالی ہے۔ اُن میں سے بعض اچھی باتیں بھی ہیں۔ جوں جوں سوشل میڈیا کے ذریعہ دنیا گلوبل ولیج یا ایک خاندان کی حیثیت اختیار کرتی جارہی ہے تُوں تُوں بعض انٹرنیشنل ادارے، تنظیمیں اور سوسائٹیوں نے ماحولیات اور ہسٹری کو مدّنظر رکھ کر مختلف "Days" یعنی ایّام منانے شروع کئے جن کو آہستہ آہستہ انٹرنیشنل درجہ ملتا گیا۔ جیسے یوم اطفال، یومِ مادر پدر، ماؤں کا دن، یوم والدین اور نانا نانی دادا دادی کا دن، یومِ والدین، یومِ مام اور یوم ڈیڈ یا یوم پاپا وغیرہ۔ اِن میں سے مدَرز ڈے اور فادرز ڈے بھی شامل ہیں جن میں بچے اپنے ماں باپ کی خدمت میں اِس دن پھولوں کے گلدستے پیش کرتے ہیں۔ تحفے تحائف دیتے اور والدین کی خدمات کو سراہتے ہیں۔ بعض سوسائٹیاں اور کلبز اِن دنوں جلسے اور اجلاسات منعقد کرکے والدین کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور نوجوان نسل اور بچوں کو والدین کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ جیسے اسکولز میں parent's days منائے جاتے ہیں۔

**سامعین!** ایک سوال وجواب کی محفل میں اور احمدی ماں نے حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے مدَرز ڈے اور فادرز ڈے کے منانے کے حوالے سے سوال کیا تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ

"اسلام تو کہتا ہے کہ ہر روز مدّر ڈے ہے۔ تُم ہر روز مدّر ڈے مناؤ۔ مَیں نے یہاں ایک فنکشن تھا کسی مسجد کا افتتاح تھا اور غیر از جماعت انگریز آئے ہوئے تھے۔ اُس دن مدّر ڈے تھا اُن کو مَیں نے کہا تھا کہ تمہارا مدّر ڈے تو آج ہے اسلام تو ہر دن کو مدّر ڈے کہتا ہے۔ والدین کی عزّت کرو، نیک سلوک کرو۔ اُف نہ کرو۔ اگر تُم میں توفیق ہے تو روز تحفہ دو۔ اگر کوئی تحفہ دے تو لے لیا کرو"

"مشاہدات" کے تحت مدَرز ڈے کی اہمیت اِس سے قبل مشاہدات نمبر 357 پر پڑھی اور دیکھی جاسکتی ہے۔ آج مجھے "فادرز ڈے" (Father's Day) پر کچھ عرض کرنا ہے۔ دنیا میں مختلف معاشروں اور سوسائٹیوں میں یہ دن "یومِ والد"، "یومِ پدر" کے نام سے منایا جاتا ہے۔ یوں تو ہر دن والدین کا دن ہے اور والدین سے محبت کا اظہار کسی مخصوص دن کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسلام نے ہر لحہ اپنے والدین کی عزّت و تکریم کی تعلیم دی ہے تاہم فادر ڈے ہر ملک میں مختلف تاریخوں کو منایا جاتا ہے، جیسے کہ کئی یورپی اور امریکی ممالک میں جون کا تیسرا اتوار، جبکہ کیتھولک یورپ میں یہ 19 مارچ کو منایا جاتا ہے۔ اس کا خیال ایک خاتون سنورا سمارٹ ڈوڈ نے اُس وقت پیش کیا جب وہ ماؤں کے ایک عالمی دن کے موقع پر ایک خطاب سن رہی تھیں۔ اُس کی ماں کے انتقال کے بعد اُس کی پرورش اُس کے والد ولیم سمارٹ نے کی تھی اور وہ چاہتی تھیں کہ اپنے والد کو بتاسکیں کہ وہ ان کے لیے کتنے اہم ہیں۔

اس جشن کو ہسپانویوں اور پرتگالیوں نے لاطینی امریکا میں متعارف کروایا جہاں 19/مارچ کو یہ آج بھی منایا جاتا ہے۔ کئی یورپی اور امریکی ممالک جدید دور میں ریاستہائے متحدہ امریکا کی تاریخ اپنا چکے ہیں، جو جون کے مہینے کا تیسرا اتوار ہے۔ یہ دنیا کے کئی اور ممالک میں مختلف تواریخ پر منایا جاتا ہے۔

**پیارے بچو!** ”عالمی فادرڈے“ کا ایک فائدہ یہ سامنے آیا کہ اولڈ ایج ہومز میں رہائش رکھنے والے بزرگ والدین سے اُن کے بچوں کی ملاقات میسّر آنے لگی ہے۔ پورا پورا سال اپنی اولاد سے ملنے، ان کی ایک جھلک دیکھنے یا ان کی آواز تک سننے کو ترسے ہوئے بزرگوں کی اپنے بچوں سے ملاقات ہونے لگی ہے۔ ہمارے مسلمان ماحول میں والدین کی ناقدری، اُن کی نافرمانی، ہمارا شِعار نہیں ہے، نہ ہمارا شیوا۔ بڑھاپے میں انہیں بے یارو مددگار چھوڑ دینا ہمارا دستور نہیں کہ روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے کیسے اپنے ہی ہاتھوں اپنی اُخروی زندگی برباد کر سکتے ہیں۔ ہمارا دین تو اتنا پیارا ہے کہ اُس میں بوڑھے والدین یعنی ماں اور باپ کے لیے محض ایک دِن مقرّر نہیں کیا گیا، بلکہ اُن کے ساتھ ہر روز بالخصوص بڑھاپے میں بھلائی کا حکم دیا گیا۔ انہیں خود سے دُور نہیں، اپنے پاس، اپنے ساتھ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

ایک مرتبہ دربارِ رسالت ﷺ میں ایک صحابی نے شکایت کی کہ ”میرا باپ میری ذاتی کمائی کو میری رضامندی کے بغیر خرچ کر دیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ اس کے باپ کو بلا کر لاؤ۔ جب باپ کو معلوم ہوا کہ بیٹے نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی شکایت کی ہے، تو سخت رنجیدہ ہوا اور راستے میں غم کے عالم میں دِل ہی دِل میں کچھ اشعار کہے۔ اس سے قبل کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا، اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر کر دی۔ جب وہ شخص (باپ) دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، تو آپؐ نے اسے وہ اشعار سنانے کا حکم دیا، جو اُس نے راستے میں اپنے دِل میں کہے تھے۔ بوڑھا شخص حیران رہ گیا اور بولا، ”بے شک آپ سچّے رسول ہیں اور اللہ بڑی قدرت والا ہے کہ اس نے میرے وہ الفاظ بھی سُن لیے، جو اب تک میری زبان سے ادا بھی نہیں ہوئے۔“ اُس کے بعد اُس نے وہ اشعار سُنائے۔ اُن عربی اشعار کا اُردو میں مفہوم کچھ یوں ہے۔ ”اے میرے بیٹے! جس دِن تُو پیدا ہوا، مَیں نے اپنے لیے جینا چھوڑ دیا اور اپنی زندگی تیرے نام کر دی۔ تیرے لیے سرد و گرم موسموں کی شدّتوں سے لڑا، حالات کے فولادی جبڑوں سے رزق نکالا، خود بھوکا رہا، تجھے کھلایا، تجھے پروان چڑھانے کے لیے اپنی جوانی اور صحت برباد کر ڈالی۔ اپنے جذبات کو روند ڈالا، خواہشات کو کچل دیا، تُو بیمار ہوتا تو مَیں تیرے مر جانے کے خوف سے ساری ساری رات تیری خبر گیری کرتا، حالانکہ خُوب جانتا تھا کہ موت کا ایک دن معیّن ہے، پھر بھی روتا رہتا۔ تیرے ایک ایک سُکھ کے لیے مَیں نے جانے کتنے دُکھ جھیلے اور اس حالت میں ایک، دو دن نہیں جانے کتنے برس کاٹے۔ وقت گزرا، موسم بیتے تُو جوان اور مَیں بوڑھا ہوتا چلا گیا۔ تُو درخت کے تنے کی طرح سیدھا کھڑا ہو گیا اور میری کمر کمان کی طرح جھک گئی، تُو طاقت وَر ہو گیا اور مَیں کم زور۔ پھر تیرے تیور بدل گئے، تُو مجھ سے ایسے بات کرتا کہ میرا کلیجہ پھٹ جاتا، تُو مجھے ایسے مخاطب کرتا، جیسے مَیں تیرا باپ نہیں، تیرا غلام ہوں۔ مَیں نے پھر بھی اپنے دل کو سمجھا لیا، اپنی ساری حقیقت جھٹلا دی۔ مان لیا کہ مَیں تیرا باپ نہیں، تیرا نوکر ہوں، مگر دوست! نوکر کو بھی لوگ پوچھ لیا کرتے ہیں کہ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں، اتنا خیال تو لوگ پڑوسی کا بھی کر لیتے ہیں، تُو نوکر سمجھ کر ہی سہی، پڑوسی سمجھ کر ہی سہی کبھی تو مجھے پوچھ لیتا۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پُر الم اشعار سُنے تو اتنا روئے کہ آنسوؤں نے ریشِ مبارک بھگو دی۔ آپؐ نے بوڑھے کے بیٹے کو لباس سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا ”تُو اپنے باپ پر مقدّمہ کرتا ہے! چلا جا یہاں سے، تُو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔“ اور یوں گویا قیامت تک کے لیے فیصلہ ہو گیا کہ مسلمان فرزند کے لیے اس کا ہر ڈے، فادرز ڈے ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ”ہم اپنے باپ سے کس انداز و لہجے میں بات کریں؟“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک غلام، جس کا آقا بہت سخت اور ظالم ہو، غلام سے کوئی بڑی خطا سرزد ہو جائے اور وہ آقا کو اس کی اطلاع دینا چاہے، تو کیسا انداز اور لب و لہجہ اختیار کرے گا؟ پس اسی طرح اپنے باپ کو مخاطب کیا کرو۔“ سبحان اللہ! یہ ہمارے دین کی خُوب صُورتی اور تعلیمات ہیں کہ جس میں والدین کا رتبہ و مقام اتنا بلند ہے کہ انہیں اُف تک نہیں کہا جا سکتا۔ جس دین میں والدین کی عظمت کا یہ عالم ہو، اُس کے پیروکار اپنے ماں، باپ سے کسی ایک دن نہیں، بلکہ ہر روز اظہارِ محبّت کرتے ہیں۔ یاد رکھیں! والدین کی نافرمانی انتہائی بدقسمتی کی بات ہے، ایسی اولاد کی ہر دُعا قبولیت سے محروم رہتی ہے۔ یہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، تو ہم میں سے کون ایسا ہو گا، جو یہ حقیقت جاننے کے بعد بھی اُن کی ناقدری کرے؟ ان کی نافرمانی کا مرتکب ہو؟ اور ان کی دل آزاری کا سبب بنے؟

**عزیز بچو!** بلاشبہ والدین اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہیں۔ بچے کی پیدائش سے لے کر اس کی پرورش، تعلیم و تربیت اور معاشرے میں ایک قابل انسان بنانے تک وہ انتھک جدوجہد کرتے ہیں۔ ہر قدم پر اولاد کی رہنمائی کرتے ہیں، انہیں دنیا کی تلخیوں، پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچاتے ہیں۔ اپنی زندگیاں اولاد کے آرام و آسائش کے لیے قربان کر دیتے ہیں۔ ایک ماں نہ صرف تکلیفیں اور صعوبتیں برداشت کر کے اولاد کے دنیا میں آنے کا وسیلہ بنتی ہے بلکہ ان کی پرورش میں اہم کردار ادا کرتی ہے، وہیں ایک باپ معاشرے میں انہیں اعلیٰ مقام دلانے کے لیے شب و روز محنت کی چکّی میں پستا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نہ صرف والدین کی قدر و قیمت کا احساس کرنے کا حکم فرمایا بلکہ دل و جان سے ان کی خدمت کرنے اور احساس کرنے کی تلقین فرمائی۔

قرآن پاک میں بیان والدین کے حقوق کے حوالے سے ایک توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر لفظ ”احسان“ کی جامع اصطلاح استعمال فرمائی ہے جس کے معنی کمال درجے کا حسن سلوک کے ہیں یعنی احسان یہ ہے کہ نیکی کا جواب صرف نیکی سے نہ دیا جائے بلکہ اس سے بڑھ کر بھلائی کی جائے یہاں تک کہ اگر والدین کی طرف سے زیادتی ہو بھی جائے تب بھی احسان کا رویہ اختیار کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

کہ آپ کے رب نے حکم فرمادیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں ”اف“ بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔ اور ان دونوں کے لیے نرم دلی سے عجز وانکساری کے بازو جھکائے رکھو اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (رحمت و شفقت سے) پالا تھا۔ (بنی اسرائیل:23-24)

**پیارے بچو!** آج کے معاشرہ میں ماں کی ممتا اور محبت پر تو بہت باتیں کی جاتی ہے، لیکن باپ کی قربانیوں اور بے لوثی کو اس طرح سراہا نہیں جاتا، جیسے ماں کی خدمات وبے لوثی کو یاد کیا جاتا ہے، لیکن ہم سب کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک باپ کے کندھوں پر بہت سی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا یارسول اللہ! کون زیادہ حق دار ہے جس سے مَیں حسنِ معاشرت کے ساتھ پیش آوٴں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اُس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا: پھر تمہارا باپ۔

**بچو!** اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماں کی خدمت اور اطاعت کی اہمیت باپ سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ وہ حمل، ولادت، پرورش اور تربیت میں بے شمار قربانیاں دیتی ہے۔ لیکن باپ بھی اپنی زندگی کی آسائشیں قربان کرکے ہمارے لیے سکون کا سامان مہیا کرتے ہیں، اپنے آرام اور خواہشات کو پس پشت ڈال کر ہمارے خوابوں کی تعبیر کے لیے کوشاں رہتے ہیں، اپنی محنت، تجربے اور وسائل کے ساتھ ہمارے روشن مستقبل کے لیے فکر مند رہتے ہیں، یہ والد ہی ہوتے ہیں جو پورے خاندان کے لئے روزی کمانے کے لئے سخت محنت کرتے اور خود پر خرچ کرنے کے بجائے بچوں کے مستقبل کو بہتر بنانے میں لگا دیتے ہیں، بچوں کی ہر خواہش کو پورا کرتے ہیں۔ ہمیں زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرنے کی طاقت دیتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے ایک ستون ہیں ایک ستارے کی مانند ہیں جو اندھیری راتوں میں راستہ بھی دکھاتا ہے اور ہمیں کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔ اپنے والد کی محنت اور قربانی ہمیں زندگی میں آگے بڑھنے کی انسپائریشن دیتی ہے۔ اُن کی محبت اپنے بچوں کے لیے بغیر کسی شرط کے سچی محبت ہوتی ہے۔ ان کا ہر لمحہ آپ کی بہتری کے لیے وقف ہوتا رہا ہے تو ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اُن کا احترام کریں اُن کی عزت کریں اُن کی اطاعت کریں، اُن کی رائے کو اہمیت دیں۔

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ والد جنّت کے درمیانی دروازوں میں سے ایک ہے، اگر چاہو تو اس دروازے کو ضائع کردو یا اگر چاہو تو اس کی حفاظت کرو۔ (ترمذی: رقم 1900)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ (سنن ترمذی)

پیارے بچو! ہمارے سامنے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بھی باپ سے محبت اور عقیدت کی مثال موجود ہے کہ باپ نے بیٹے کو قربان ہونے کے لئے کہا اور بیٹے نے بنا کسی حیل وحجت کے اپنا سر باپ کے ہاتھ میں پکڑی چُھری کے نیچے رکھ دیا۔

ہمارے دین میں ماں باپ کی عزت وتوقیر کے حوالے سے بطورِ خاص تاکید ہے اور تاکید بھی ایسی کہ ان کی کسی بات پر انہیں ”اُف“ تک نہ کہنے کا حکم ہے۔

باپ کی شخصیت کی پہچان اور اس کا احترام صرف ایک دن کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے، اس کی تعظیم وتوقیر اس کے بچوں پر واجب ہے۔ باپ بوڑھا ہوجائے یا مفلوج ہوجائے تو وہ پھر بھی باپ ہے۔ ایک بیٹے کو باپ کی قدر ومنزلت کا تب اندازہ ہوتا ہے جب وہ خود باپ بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے والدین کے ادب واحترام کا ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں:

”تیرے خدا نے یہی چاہا ہے کہ تم اس کی بندگی کرو اُس کے سوا کوئی اور دوسرا تمہارا معبود نہ ہو اور ماں باپ سے احسان کرو۔ اگر وہ دونوں یا ایک ان میں سے تیرے سامنے بڑی عمر تک پہنچ جائیں تو تُو ان کو اُف نہ کہہ اور نہ ان کو جھڑک بلکہ ان سے ایسی باتیں کہہ کہ جن میں ان کی بزرگی اور عظمت پائی جائے۔“

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات صفحہ 4)

والدین کے ساتھ محبت اور نرمی سے پیش آنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا، یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر جن میں ان کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے۔"

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی کئی خطبات اور تقاریر میں والدین کی عظمت اور ان کا احترام بجالانے کی گرانقدر نصائح فرمائی ہیں۔ آپؓ ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اسلام نے والدین کے لئے خاص ہدایات دی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ اَدْرَكَ اِحْدَ وَالِدَیْهِ ثُمَّ لَمْ یَغْفِرْ لَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ (ابن کثیر جلد 6 صفحہ 61) یعنی جس شخص کو اپنے والدین میں سے کسی کی خدمت کا موقع ملے اور پھر بھی اس کے گناہ نہ معاف کئے جائیں تو خدا اس پر لعنت کرے مطلب یہ کہ نیکی کا ایسا اعلیٰ موقعہ ملنے پر بھی اگر وہ خدا کا فضل حاصل نہیں کر سکا تو جنت تک پہنچنے کے لئے ایسے شخص کے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 321)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ والدین کی تعظیم و تکریم کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

"پھر اللہ تعالیٰ نے جو اگلا حکم فرمایا، وہ یہ ہے کہ والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ یہ ترتیب بھی وہ قدرتی ترتیب ہے جو انسان کی زندگی کا حصہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد اس دنیا میں والدین ہی ہیں جو بچوں کی پرورش اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ غریب سے غریب والدین بھی اپنے دائرے میں یہ بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ اُن کے بچوں کی صحیح پرورش ہو، اس کے لئے وہ عموماً بے شمار قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ پس فرمایا کہ والدین سے احسان کا سلوک کرو...یہاں بھی، اس ملک میں بھی آزادی کے نام پر وہ بچے جو نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہیں وہ بدتمیزی میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہاں عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ بچے ایک عمر کو پہنچ کے آزاد ہیں۔ تو یہ تعلیم جو ماں باپ کا احترام نہیں سکھاتی یا یہ آزادی جو یہاں بچوں کو ہے، جو حفظِ مراتب کا خیال نہیں رکھتی، یا ماں باپ کی عزت قائم نہیں کرتی، یہ تعلیم اور ترقی نہیں ہے بلکہ یہ جہالت ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے جو خوبصورت تعلیم ہے کہ ماں باپ سے احسان کا سلوک کرو، اُن کی عزت کرو، اُن کو اُف تک نہ کہو۔ یہ ماں باپ کا احترام قائم کرتی ہے۔ ماں باپ کے احسانوں کا بدلہ احسان سے اتارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ ایسا عمل کرو جو بہترین ہو، ورنہ ماں باپ کے احسان کا بدلہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اُتار ہی نہیں سکتے۔ اس احسان کے بدلے کے لئے بچوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا خوبصورت تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والدین کے لئے یہ بھی دعا کرو۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل:25) کہ اے میرے رب! ان پر رحم فرما۔ جس طرح یہ لوگ میرے بچپن میں مجھ پر رحم کرتے رہے ہیں اور انہوں نے رحم کرتے ہوئے میری پرورش کی تھی۔ پس یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو اسلام ایک مسلمان کو اپنے والدین سے حسنِ سلوک کے بارے میں سکھاتا ہے۔ یہ وہ اعلیٰ معیار ہے جو ایک مسلمان کا اپنے والدین کے لئے ہونا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/جولائی 2013ء)

محوّلہ بالا ارشاد کی روشنی میں ہر احمدی بچے اور بڑے کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ وہ کبھی بھی اپنے والدین سے حسن سلوک کے معاملے میں کوتاہی کا مرتکب نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر عمل پیرا ہو کر والدین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)